مدیر مسئول
محمد عطاء اللہ حنیف

جماعت اہلحدیث کا ترجمان اور مسلک اہلحدیث کا داعی

جلد ۳۶ شمارہ ۱۹ جمعۃ المبارک ۱۳ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ
۷ دسمبر ۱۹۸۴ء

مجلس ادارت
حافظ صلاح الدین یوسف
علیم ناصری ایم اے

معاون
محمد سلیم انصاری

مندرجات

بدل اشتراک: سالانہ ۵۰ روپے — فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ — ممالک غیر سے ۲۰ پونڈ

درسِ منتخباتِ قرآنی

پروفیسر عبداللہ شاہین حافظ آباد

محبتِ رسولؐ کا معیار

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (آل عمران - ۳۱) "اے نبی کہہ دو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔"

تفاسیر

ابن کثیر اس آیت نے فیصلہ کر دیا کہ جو شخص خدا کی محبت کا دعوے کرے اور اس کے اعمال افعال اور عقائد مطابق فرمانِ نبوی نہ ہوں تو وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا جو شخص کوئی ایسا عمل کرلے جس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے اسی لیے یہاں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھنے کے دعوے میں سچے ہو تو میری سنتوں پر عمل کرو اس وقت تمہاری چاہت سے زیادہ خدا تمہیں خود چاہنے لگے گا جیسے بعض علما نے کہا ہے کہ تیرا چاہنا چیز نہیں لطف تو اس وقت ہے کہ خدا تجھے چاہنے لگے غرض خدا کی محبت کی نشانی یہی ہے کہ ہر کام میں اتباعِ سنت مدِ نظر ہو اس سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کی مخالفت کفر ہے ایسے لوگ خدا کے دوست نہیں ہو سکتے اگرچہ اُن کا دعویٰ ہو۔ جب تک خدا کے سچے نبی خاتم الرسل رسولِ جن و بشر کی پیروی نہ کریں وہ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ حضور تو وہ ہیں کہ اگر آج انبیاء و رُسل بھی زندہ ہوتے تو انھیں بھی آپ کو مانے بغیر اور آپ کی شریعت پر کاربند ہوئے بغیر چارہ نہ تھا۔

معارف القرآن محبت ایک مخفی چیز ہے۔ کسی کو کسی سے محبت ہے یا نہیں ؟ اس کا کوئی پیمانہ بجز اس کے نہیں کہ حالات اور معاملات سے اندازہ کیا جائے۔

محبت کے کچھ آثار اور علامات ہوتی ہیں اُن سے پہچانا جائے یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کے دعوے دار اور محبوبیت کے متمنی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اُن آیات میں اپنی محبت کا معیار بتلایا ہے۔ یعنی اگر دنیا میں کسی شخص کو اپنے مالکِ حقیقی کی محبت کا دعویٰ ہو تو اس کے لیے لازم ہے کہ اتباعِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسوٹی پر آزما کر دیکھ لے جو شخص اپنے دعویٰ میں جتنا سچا ہوگا، اتنا ہی حضور کی اتباع کا زیادہ اہتمام کرے گا اور جتنا اپنے دعوے میں کمزور ہوگا اسی قدر آپ کی اطاعت میں سستی اور کمزوری دکھائیگا

حاصل مطالعہ معلوم ہوا کہ عشقِ رسول کے بلند بانگ دعوے بڑی وجد آفریں نعتیں، لمبے چوڑے سلام شاندار طریقے سے نکالے ہوئے جلوس اور بڑے ہی اہتمام کے ساتھ منعقد کی ہوئی میلاد کی محفلیں اور مجالسِ سیرت اگر جذبۂ اطاعت اور پیروی سنتِ نبوی سے عاری ہیں تو سراپا ریا اور فریبِ نفس ہے۔ خدا کے ہاں اِن کی پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی پاکؐ نے وضو کیا۔ صحابہ کرام وضو کا پانی بدن پر ملنے لگے۔ حضور نے فرمایا۔ تم ایسا کیوں کرتے ہو انہوں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھنے کی وجہ سے۔ حضور نے فرمایا، جس کو یہ پسند ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرے یا اللہ اور اس کا رسوؐل اس سے محبت

(باقی صٓ ۱۹ پر)

فون دفتر الاعتصام

۵۴۴۰۶

جلد — ۳۶

شمارہ — ۱۹

ہفت روزہ

الاعتصام لاہور

فون مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (گھر)

۶۲۴۷۶

۷ دسمبر ۱۹۸۴ء

۱۳ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

ملکی سلامتی کا تحفظ ہر دنیاوی مفاد پر مقدم ہے

سابقہ شمارے کے ادارتی کالموں میں ہم نے اتحاد بین المسلمین پر گفتگو کرتے ہوئے یہ گزارش کی تھی کہ عقائد میں ہم آہنگی اور یک جہتی صرف کتاب و سنّت ہی کے ذریعے ممکن ہے اور اسی پر ہم کو اتحاد کی بنیاد رکھنی چاہیئے۔ اس کے علاوہ کسی طرح اتحاد نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کر لینا چاہیئے کہ ملّتِ پاکستان میں ہم اتحاد کے قطعاً خواہاں نہیں۔ بعض سطحی فکر کے لوگ اس سے شاید یہ نتیجہ نکال لیں کہ اہلحدیث مکتبہ فکر کے حامل ملک میں اتحاد کی کوشش یا خواہش کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور ملکی معاملات میں الگ تھلگ ہو کر بیٹھے رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ ہماری یہ طرزِ فکر و عمل صرف عقائد کے سلسلے میں ہے اور ہم عقائد کی درستی کو اسلام کی بنیاد سمجھتے ہیں اس لئے ہم آئے دن کتاب و سنّت کی طرف اپنے بھائیوں کو دعوت دیتے رہتے ہیں۔ جہاں تک ملکی اور ملّی ضروریات کا تعلق ہے ان کے لئے اہل حدیث نے کبھی پس و پیش نہیں کی اور ہر مشترکہ ملّی ضرورت میں ہم نے اپنے بھائیوں کا ساتھ ہی نہیں دیا بلکہ اگلی صفوں میں رہ کر اپنا فریضہ انجام دیا ہے۔ ۱۹۵۱ء میں ۳۱ علماء کے ۲۲ نقاط ۱۹۵۳ء کی ختمِ نبوت کی تحریک اور مارشل لاء میں ہمارے اکابر کی قید و بند، ۱۹۶۵ء کی ہند و پاک جنگ میں ہمارے رسائل و جرائد کے جہاد آرا اداریئے اور مضامین اور ہمارے خطباء و شعراء کی ولولہ انگیز تقریریں اور ملّی ترانے، ۱۹۷۴ء کی تحریک ختمِ نبوت میں ہمارے علماء و اکابر کا ملّت کے دوسرے زعماء کے ساتھ دوش بدوش جہاد، ۱۹۷۷ء میں تحریک نظامِ اسلام میں قومی اتحاد کی اگلی صفوں میں ہمارے علماء اور مجاہدین کے کارنامے اور دیگر قومی معاملات میں ہماری غیر مشروط شرکت اس بات کی شاہدِ عدل ہے کہ اہل حدیث نے ملکی اور ملّی مفاد میں کبھی نہ تساہل برتا اور نہ کسی دوسرے گروپ سے پیچھے رہے۔ آج بھی ہم ہر طرح ملّی ضروریات اور قومی معاملات میں کھلی آنکھوں اور کھلے دل کے ساتھ مستعد کھڑے ہیں اور ہر آنے والے خطرے اور متوقع افتاد کے سامنے سینہ سپر اور سرکف موجود ہیں — ہم ملکی سلامتی کے تحفظ کو ہر دنیاوی مفاد پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اور اس کے لئے ہر قربانی کے لئے حاضر ہیں۔ ہم ملکی سرحدوں کی حفاظت اور ملّتِ پاکستان کے وقار کو اتنا ہی عزیز رکھتے ہیں جتنا کوئی دوسری جماعت دعویٰ رکھتی ہے۔

ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ عقائد و نظریات کے اختلاف کے باوجود ملک و ملّت کے اجتماعی مفاد کی خاطر

تمام طبقے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوسکتے ہیں اور جمع رہنے چاہئیں کیونکہ پاکستان اسلام اور مسلمانوں کی سرزمین ہے۔ اور ہم اس کی حفاظت کے مکلف ہیں۔ عقائد کا اختلاف ہمیں اپنے اس فریضے سے روک نہیں سکتا۔ ایسے اتحاد میں اگر کوئی کوتاہی باقی رہ جاتی ہے تو وہ ہمارے ہنگامی اتحاد کی ہے۔ اگر ہم کتاب وسنت پر جمع رہ کر حقیقی اتحاد پیدا کرلیں تو یہ اتحاد دائمی ہوگا جس کا فائدہ دینی اور دنیاوی دونوں پہلوؤں سے پہنچے گا۔ اس لئے ہم اپنی اصل دعوت کا پھر اعادہ کرتے ہوئے علامہ اقبال کی زبان میں گزارش کرتے ہیں ؎

بمنزل کوش مانند مہ نو
دریں نیلی فضا ہر دم فزوں شو
مقام خویش اگر خواہی دریں دیر
بحق دل بند و راہ مصطفےٰ رو

اخبارات کے شکایات سیل

تقریباً تمام اخبارات نے اپنی اپنی ہفتہ وار اشاعتوں میں عوامی شکایات شائع کرنے کے لئے سیل کھولے رکھے ہیں جن میں اکثر ایسی شکایات ہوتی ہیں جو انتظامیہ کی ناکارکردگی کا مظہر ہوتی ہیں۔ کہیں کسی بڑھیا بیوہ کی بیٹیوں کے اغوا کر لینے یا کٹ جانے کی دھمکیاں ہوتی ہیں۔ کہیں کسی کا بیٹا قتل ہو چکا ہے مگر قاتل یا تو گرفتار نہیں ہوتے یا اگر ہوتے ہیں تو مقدمہ اثر ورسوخ کی نذر ہو رہا ہوتا ہے۔ کسی ملازم کی ریٹائرمنٹ کے سالوں بعد تک پنشن نہیں ملی ہوتی۔ کسی کمزور کی زمین یا جائداد کسی زور آور نے غصب کر رکھی ہوتی ہے مگر اس کی دادرسی نہیں ہوتی۔ کہیں بوڑھے والدین کا کمانے والا بیٹا کسی مقدمے میں دھر لیا گیا ہوتا ہے اور وہ عذاب کی زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں۔ الغرض ایسے ایسے واقعات ان شکایات سیلوں میں شائع ہوتے ہیں کہ پڑھ کر دکھ بھی ہوتا ہے اور ملک کی انتظامی مشینری پر سخت افسوس بھی ہوتا ہے —— ان شکایات کی اشاعت تو اخباروں میں ہو جاتی ہے مگر اس کے بعد اس کا ردِ عمل کیا ہوتا ہے کبھی سامنے نہیں آیا۔ یہ شکایتیں گویا بندوق کا ایک چھرّا ہوتا ہے جو چل گیا مگر اس کا شکار کون ہوا اور ہوا بھی یا نہیں۔ اس کا علم کبھی نہیں ہونے پاتا۔

اخبارات کو یہ شکایات محض دفتر میں موصول ہونے کے باعث ہی شائع نہیں کر دینی چاہئیں بلکہ پہلے ان کی تصدیق کر لینی چاہیئے۔ اور اگر واقعی وہ درست ہو تو شائع کرنے کے بعد اس کے ردِ عمل اور متعلقہ محکمے کی کارگزاری کی بھی خبر رکھنی چاہیئے۔ اخبارات نے جس جذبے کے تحت یہ کام شروع کیا ہے وہ یقیناً رفاہِ عام کے مفاد کے لئے ہی کیا گیا ہے۔ محض صفحات پر کرنے اور کارکردگی دکھانے کے لئے نہیں ہے۔ اور اس مقصد کا حصول جبھی ممکن ہے جب شکایات کنندگان کی شنوائی اور حق رسی بھی ہو۔ ورنہ اخبار میں شائع کرنے اور کسی کے سامنے اپنا دکھ زبانی رونے میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سرکاری دفاتر میں سرخ فیتہ نہایت موثر قوت کا حامل ہے مگر اس کا زور توڑنے میں اخبارات جن کی حیثیت یقیناً قومی اخبارات کی ہے خاصا موثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ معاشرے کی خرابیاں گنوا دینا ہی کافی نہیں ہے ان کے قلع قمع کے لئے بھی عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ ہمارے خیال میں اگر اخبارات اس طرف توجہ دیں تو نہ صرف ان کا اپنا وقار بلند ہوگا بلکہ معاشرے کی اصلاح میں بھی خاصی مدد ملے گی۔

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز مفتیٔ اعظم سعودی عرب

ترجمہ:۔ مولانا محمود احمد غضنفر

عید میلاد النبیؐ کی شرعی حیثیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَمَنِ اھْتَدٰی بِھُدَاہُ

امابعد مجھ سے بیشتر حضرات نے بار بار یہ سوال کیا کہ عید میلاد النبیؐ کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ نیز اس دوران دست بستہ قیام، صلوٰۃ و سلام اور علاوہ ازیں جو کچھ میلاد کے نام پر کیا جاتا ہے اس کا شرعاً کیا مقام ہے۔

مفتیٔ اعظم کا جواب

عید میلاد النبیؐ کے نام پر محفلیں منعقد کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ ان کا اہتمام سراسر بدعت اور دین میں ایک نئی اختراع ہے اس لئے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو خود ایسا کیا اور نہ ہی خلفائے راشدین نے ایسی محفلیں منعقد کیں اور نہ ہی ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا کیا اور نہ ہی قرونِ اولیٰ میں تابعینؒ اور تبع تابعینؒ سے ایسا کوئی واقعہ ثابت ہے جس سے اس کا ثبوت ملتا ہو۔ حالانکہ وہ سب سے زیادہ سنت کے عالم اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل محبت رکھنے والے اور شریعت کے تابع تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ

”جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو دین میں نہیں ہے وہ مردود ہے“

ایک اور حدیث میں آپؐ نے ارشاد فرمایا:

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ مِنْ بَعْدِیْ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ۔

”میری سنت اور میرے بعد رشد و ہدایت پر گامزن خلفاء کی سنت کو لازم پکڑو۔ اس کو مضبوطی سے تھام لو اور گرفت سخت رکھو (دین میں) نئے نئے کاموں سے بچو۔ اس لئے (کہ دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے“

مندرجہ بالا دونوں احادیث میں بدعت کے ایجاد کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے پر سخت تنبیہ کی گئی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے کتابِ مبین قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَا آتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (الحشر ۷)

”جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو“

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:۔

فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖٓ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَۃٌ اَوْ یُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ (النور ۶۳)

”تو ان لوگوں کو ڈرنا چاہیئے جو اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو“

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا :-

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (الاحزاب ٢١)

"تحقیق تمہارے لئے اللہ کے رسول بہترین نمونہ ہیں جو اللہ سے (ملاقات) اور روزِ آخرت کی اُمید رکھتا ہو۔ اور اللہ کو کثرت سے یاد کرے"۔

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا :-

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۔ (التوبہ ١٠٠)

"اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں (اور بقیہ اُمت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا۔ اور وہ سب اس (اللہ) سے راضی ہوئے اور اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا :-

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ (المائدہ - ٣)

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا"۔

غرضیکہ اس مضمون پر مشتمل قرآنِ مجید میں بے شمار آیات آتی ہیں۔ قرآن و سنت میں کہیں بھی عید میلاد النبیؐ یا محفل میلاد منعقد کرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ لیکن اس کے باوجود جو حضرات اس نوعیت کی محفلیں منعقد کرتے ہیں اور انہیں باعث ثواب سمجھتے ہیں۔ ان کے طرزِ عمل سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ :-

کیا اللہ تعالےٰ نے اسلام کو اس اُمت کے لئے مکمل نہیں کر دیا ؟

کیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تمام باتیں اُمت کو نہیں بتائیں جن پر اُمت نے عمل پیرا ہونا تھا ؟

اب بعد میں آنے والے لوگوں نے عید میلاد النبیؐ یا محفل میلاد کی صورت میں شریعت کے نام پر ایسی ایسی بدعات جاری کر دی ہیں جن کا خدا تعالےٰ نے اپنے رسولوں کو بھی حکم نہیں دیا تھا۔

کیا ایسا عمل ان کو خدا تعالےٰ کا مقرب بنا دے گا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا یہ تو اُمت کے لئے ایک بڑے خطرے کا الارم ہے۔

نعوذ باللہ من ذالک اس سے تو خداوند ذوالجلال پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ اس سے تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر یہ الزام آتا ہے کہ آپؐ نے اُمت سے وہ چیز چھپائے رکھی جو فی الواقعہ اس کے لئے بہت مفید تھی۔ جبکہ صورتِ حال یہ ہے کہ خداوند قدوس نے اپنے بندوں کے لئے دین کو مکمل کر دیا۔ اور ان پر اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی ہر ایک بات اُمت تک پہنچا دی اور کوئی راستہ اُمت کی نگاہوں سے اوجھل نہ رکھا جو اسے جنت کی طرف لے جاتا ہو۔ اور جہنم سے بچاتا ہو۔

جیسا کہ حدیث صحیح میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ (رواہ مسلم)

"اللہ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر آنکہ اس پر واجب تھا کہ وہ اپنی اُمت کو ہر اس چیز کی راہنمائی کریں جو اس کے لئے بہتر سمجھتے ہیں اور ہر اس چیز سے ڈرائیں جسے اس کے لئے شر سمجھتے ہیں"۔

یہ سب جانتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

افضل الانبیاء اور خاتم المرسلین ہیں آپ نے اُمّت کو دین پہنچانے اور اس کو نصیحت کرنے میں کوئی کمی باقی نہیں رہنے دی۔

اگر محفل میلاد منعقد کرنا دین الٰہی کا حصہ ہوتا تو یقیناً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے انعقاد کا اُمّت کو حکم دیتے یا اپنی زندگی میں خود ایسی محفلیں منعقد کرتے یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین محفل میلاد کا اہتمام کرتے جب اُن میں سے کسی سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ محفل میلاد یا عید میلاد النبی کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ بدعت ہے جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّت کو ڈرایا جیسا کہ پہلی دو احادیث میں اس کا تذکرہ ملتا ہے اس مفہوم کی اور بھی بے شمار احادیث ہیں

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (مسلم)

"بلا شبہ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، سب سے بُرا کام (دین میں) نئی چیز کا اختراع ہے۔ اور دین میں ہر نئی اختراع بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے"

آیات اور احادیث اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے بے شمار ہیں، یہی وجہ ہے کہ علمائے اُمّت نے مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں محفل میلاد اور عید میلاد النبی کا انکار کیا ہے اور اس سے لوگوں کو باز رہنے کی تلقین کی ہے۔ لیکن بعض متاخرین نے اس کی مخالفت کی ہے اور کہا کہ اگر ان محفلوں میں غلو فی الرسول اور مرد و زن کا اختلاط نہ ہو اور موسیقی کے آلات استعمال نہ کیے جائیں، تو پھر ایسی محفل منعقد کرنا بدعت حسنہ ہوگی، لیکن ہم اس کو بھی تسلیم نہیں کرتے اس لیے کہ شریعت کا ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ اگر کسی بات میں تنازعہ پیدا ہو جائے تو اسے کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف لوٹا دیا جائے۔

جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا۔ (النساء ۵۹)

مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ اور جو تم میں صاحب حکومت ہیں ان کی بھی اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔ اگر تم اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہو، یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی بہت اچھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ۔ (الشوریٰ ۱۰)

"اور تم جس میں اختلاف کرتے ہو اس کا فیصلہ خدا کی طرف سے ہوگا۔"

اسی اُصول کی بنیاد پر ہم اس مسئلہ یعنی محفل میلاد یا عید میلاد کو کتاب اللہ کی طرف لوٹاتے ہیں۔ ہمیں کتاب اللہ نے اتباع رسول علیہ السلام کا حکم دیا ہے۔ کتاب اللہ نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت کے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ جو اسلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اس میں ایسی محفلیں منعقد کرنے کا کہیں ذکر نہیں ملتا جس سے معلوم ہوا کہ ان محفلوں کا تعلق اس دین سے بالکل نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مکمل کیا ہے۔

اگر دوسرے پہلو سے غور کریں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دیا ہے۔ ہم اس مسئلہ کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹاتے ہیں۔ ہمیں یہاں بھی اس کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا، نہ آپ نے ایسا اور نہ ہی کسی کو کرنے کا حکم دیا۔ اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کوئی ایسا عمل ثابت ہے۔

جس سے کہ محفل میلاد یا عید میلاد کا ثبوت مہیا ہوتا ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ دینی کام نہیں بلکہ بدعت کا ارتکاب ہے۔ بلکہ یہ عید در اصل اہل کتاب یہودیوں اور عیسائیوں کی عید سے مشابہت رکھتی ہے۔

میں نے قرآن و سنت سے جو دلائل پیش کئے ہیں ان سے ہر اس انسان کے لئے جو ادنیٰ سی بصیرت رکھتا ہو اور حق کا متلاشی ہو اور ساتھ ہی ساتھ منصف مزاج بھی ہو یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ محفل میلاد کا دین اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ بدعت ہے جس سے اجتناب کا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا۔

عقل مند انسان کو یہ بات قطعاً زیب نہیں دیتی کہ وہ زیادہ تعداد میں لوگوں کو ایک چیز پر عمل پیرا دیکھ کر دھوکا کھا جائے۔ حق کی پہچان کثرتِ تعداد کی بنیاد پر نہیں ہوتی بلکہ شرعی دلائل کی بنیاد پر حق پہچانا جاتا ہے۔

یہود و نصاریٰ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :۔

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (البقرہ ۱۱۱)

"اور یہود اور نصاریٰ (یوں) کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہ جانے پائے گا بجز ان لوگوں کے جو یہودی ہوں یا ان لوگوں کے جو نصرانی ہوں۔ یہ (خالی) دل بہلانے کی باتیں ہیں۔ آپ کہئے کہ (اچھا) اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :۔

وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (الانعام ۱۱۷)

"اور اکثر لوگ جو زمین پر آباد ہیں اگر تم ان کا کہا مان لوگے تو وہ تمہیں خدا کا راستہ بھلا دیں گے۔"

اگر دوسرے پہلو سے محفل میلاد اور عید میلاد کا جائزہ لیا جائے تو بدعت ہونے کے ساتھ ساتھ منکرات کو بھی اپنے پہلو میں سمائے ہوئے ہوتی ہے۔ مثلاً مرد و زن کا اختلاط، آلات موسیقی کا استعمال طبلے اور ڈھولک کی تال پر نوجوانوں کا رقص اور اس جیسی بیسیوں قباحتیں ہیں جو محفل میلاد کے نام پر ثواب سمجھ کر اختیار کی جاتی ہیں اور پھر ان محفلوں میں سب سے بڑے گناہ شرک کا ارتکاب کرنے کے بے شمار مناظر دکھائی دیتے ہیں۔

مدح رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں غلو سے کام لیا جاتا ہے غیر اللہ سے فریاد رسی اور مدد طلب کی جاتی ہے اور اس اعتقاد کو بہانگ دہل بیان کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب بھی جانتے تھے حالانکہ یہ اللہ کا وصف ہے اور یہ اسی کا خاصہ ہے اور اسی قسم کی کفریات کا ارتکاب محفل میلاد کے نام پر کیا جاتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ۔

"دین میں غلو کرنے سے بچو۔ تم سے پہلے لوگوں کو غلو فی الدین ہی نے تباہ کیا۔"

آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا :۔

لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَىٰ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ إِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ۔

"مجھے اس طرح نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھایا میں بندہ ہوں تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔

عجیب و غریب بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ ان جیسی بدعتی محفلوں میں شرکت کر کے بہت خوشی محسوس کرتے اور ان میں شمولیت کے لئے پورا اہتمام کرتے ہیں، اگر کوئی ان محفلوں کو ناجائز قرار دے تو اس کی شدت سے مخالفت کرتے ہیں۔ اور جن محفلوں میں اللہ تعالیٰ نے حاضری واجب قرار دی۔ یعنی جمعہ اور اجتماعات میں ان سے پہلو تہی اختیار کرتے ہیں احکامات کے بجالانے میں قطعاً ان میں حرکت پیدا نہیں ہوتی، انہیں قطعاً اس کا احساس نہیں ہے کہ وہ منکرات کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

بلاشبہ یہ سب کچھ ایمان کی کمزوری اور بصیرت کی کمی کی بنا پر ہو رہا ہے۔ اور یہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ مختلف قسم کے گناہوں کی وجہ سے دل زنگ آلود ہو چکے ہیں اور اب ان میں حق قبول کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہی۔ ہم اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری

بعض کا خیال ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محفلِ میلاد میں بذاتِ خود تشریف لاتے ہیں اور اس بنا پر وہ سلام اور خوش آمدید کہنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

یہ بہت بڑا جھوٹ ہے اور جہالت کی قبیح شکل ہے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم قیامت سے پہلے اپنی قبر مبارک سے باہر نہیں نکلیں گے اور آپ کی روحِ مبارک اعلیٰ علیین دار الکرامۃ میں اپنے ربِّ عظیم کے پاس ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مومنین میں ارشاد فرمایا:۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُوْنَ (المومنون ۱۱۶)

"پھر اس کے بعد تم مرجاتے ہو پھر قیامت کے روز اٹھا کھڑے کئے جاؤ گے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ (الحدیث)

"قیامت کے روز میں پہلا فرد ہوں گا جس کی قبر شق ہوگی۔ اور پہلا سفارش کرنے والا اور سب سے پہلا فرد ہوں گا جس کی سفارش کو قبول کیا جائے گا۔"

آپ پر ربِّ عظیم کی طرف سے درود و سلام ہو۔ مذکورہ بالا آیتِ کریمہ اور حدیث شریف اور ان جیسی آیات اور احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام اموات اپنی قبروں سے قیامت کے روز نکلیں گے اس پر تمام مسلمان علماء کا اجماع ہے۔ ہر مسلمان کو ان مسائل سے آگاہ ہونا ضروری ہے تاکہ ان جیسی بدعات و خرافات سے محتاط رہ سکے۔ جنہیں جہلائے امت نے معاشرے میں رائج کر دیا ہے اور اس پر خداوند ذوالجلال کی جانب سے کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

درود و سلام کی اہمیت

اب رہا یہ مسئلہ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کی اہمیت ہے تو جواباً عرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا صالح اعمال میں سے افضل ترین عمل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

(الاحزاب ۵۶)

"خدا اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔ مومنو! تم بھی پیغمبر پر درود اور سلام بھیجا کرو۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا (الحدیث)

"جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ اس پر دس (۱۰) رحمتیں نازل فرمائے گا۔"

درود و سلام پڑھنا تمام اوقات میں جائز ہے۔ نماز کے بعد پڑھنے کی بالخصوص تلقین کی گئی ہے نماز کے آخری تشہد میں درود پڑھنا واجب ہے۔ اذان کے بعد، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے وقت، جمعہ کے دن اور رات کو درود پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہم تمام مسلمانوں کو دین کی فہم اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام کو سنت پر عمل پیرا ہونے اور بدعات سے بچنے کی ہمت عطا فرمائے۔ اِنَّهٗ جَوَادٌ كَرِيْمٌ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

حافظ صلاح الدین یوسف

"عیدِ میلاد؟"

چند قابلِ غور پہلو

چند سالوں سے دیکھنے میں آیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو بڑی دھوم دھام سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منایا جاتا ہے۔ جگہ جگہ جلوس نکلتے ہیں گلی گلی چراغاں ہوتا ہے اور کھانے پکانے کا بھی خوب خوب اہتمام ہوتا ہے۔ ایک عجیب جشن کا سا سماں ہوتا ہے۔ اسے کبھی جشن میلاد یا عیدِ میلاد کہا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام میں عیدیں صرف دو ہی ہیں۔

بلاشبہ یہ سب مناظر عوام کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت کے مظہر ہیں۔ لیکن قابلِ غور بات یہ ہے کہ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس قسم کی محبت کا حکم دیا گیا ہے۔ آیا محبت کا مطلب یہ ہے کہ ہم سال میں صرف ایک روز آپ کی ولادت کا جشن منالیں؟ یا محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ کے لائے ہوئے دینِ اسلام کو اپنی زندگی میں بھی نافذ کریں۔ اور اپنے گرد و پیش کے ماحول کو بھی اس کے مطابق بنانے کی حتی المقدور سعی کریں۔ اگر اول الذکر بات ہے تو ظاہر ہے کہ اس خود ساختہ معیارِ محبت کی رو سے تو صحابہ کرامؓ، تابعینِ عظام اور ائمہ دین بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بیگانہ قرار پائیں گے۔ کیونکہ "جشن میلاد" کا یہ اہتمام صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ دین میں سے کسی نے بھی نہیں کیا۔ نہ کسی نے اس کا حکم دیا۔ اور اگر محبت کا مفہوم وہ ہے جو صحابہ کرامؓ نے سمجھا، تابعینؒ و تبع تابعینؒ نے سمجھا اور اماان دین نے سمجھا کہ آپ کے لائے ہوئے دین کو اپنایا جائے، اپنے کردار کو دین کے سانچے میں ڈھالا جائے اور دینی اقدار و روایات کو فروغ و عروج دیا جائے جیسا کہ صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ دینؒ نے کیا پھر سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا ہمارا یہ "جشنِ میلاد" اس سے کسی قسم کی کوئی مناسبت رکھتا ہے؟

۲:۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی رو سے دین میں اپنی طرف سے اضافہ مردود اور ناقابلِ قبول ہے۔ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ صٓ۲۷) نیز آپ کا فرمان ہے کہ دین میں اضافہ شدہ کام (بدعت) مردود ہی نہیں بلکہ گمراہی ہے جو جہنم میں لے جانے والی ہے۔ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (رواہ مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ) وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ (سنن نسائی صٓ۱۸۸) "ہر بدعت گمراہی ہے" اور "ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے"۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے کہ بدعتی کا کوئی عمل (فرضی ہو یا نفلی) مقبول نہیں ہے۔ (ابن ماجہ) وہ لاکھ نمازیں پڑھے، حج کرے، روزے رکھے اور صدقہ و خیرات کرے لیکن بدعت کے ارتکاب کی وجہ سے اس کے سارے عمل بارگاہِ الٰہی میں نامقبول ہیں۔ جب یہ واضح ہوگیا کہ "عیدِ میلاد" کا کوئی شرعی ثبوت نہیں نہ صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ دین (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابوحنیفہؒ) اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ نے اسے منایا۔ بلکہ خیر القرون کے کئی سو سال کے بعد اس کی ایجاد ہوئی۔ تو یہ کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق "بدعت" ہی قرار پائے گا۔ اب آپ خود سوچ لیں کہ بدعت کا ارتکاب کرکے آپ "ثواب" کما رہے ہیں یا اپنی تمام نیکیاں ہی برباد کر رہے ہیں۔؟

۳۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بارے میں سب اہلِ علم و اہلِ تاریخ کا اتفاق ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی ہے۔ اسی لیے ۱۲ ربیع الاول کا دن "بارہ وفات" کے نام سے مشہور چلا آرہا ہے۔ البتہ آپ کی تاریخِ ولادت کے بارے میں اختلاف ہے۔ علمائے محققین نے تو ۹ ربیع الاول کو آپ کا یوم ولادت صحیح بتلایا ہے۔ تاہم بارہ ربیع الاول ہی کو آپ کا یوم ولادت بھی تسلیم کرلیا جائے (جیسا کہ روز جشن ولادت منایا جاتا ہے) تو ظاہر ہے کہ یہی روز

آپؐ کی وفات کا بھی ہے۔ اس اعتبار سے ذرا سوچیئے! کہ کیا نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات والے دن "جشن" منانا صحیح ہے؟ اگر کوئی غیر مسلم آپ سے پوچھ بیٹھے کہ بھئی یہ تم اپنے نبی کی وفات کا "جشن" منا رہے ہو یا ولادت کا؟ کیونکہ یہ تاریخ تو بالاتفاق آپؐ کی وفات کی بھی ہے تو اس کا کیا معقول جواب ہمارے پاس ہے۔؟

۴. پھر خوشی یا "جشن" منانے کا یہ انداز، جس کا مظاہرہ ۱۲ ربیع الاوّل کو کیا جاتا ہے۔ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش بھی ہے؟ خوشی کے موقعے پر جلوس نکالنا، چراغاں کرنا، لڈیاں، بھنگڑے اور دھمالیں ڈالنا دینِ اسلام سے ان کا کوئی تعلق بھی ہے۔ جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ اسلام نے ہمارے لئے دو عیدیں مقرر فرمائی ہیں۔ لیکن ان میں نماز پڑھنے اور تکبیر و تہلیل ہی کا حکم ہے۔ اس کے علاوہ کسی بات کا حکم نہیں۔ لیکن تیسری "عید میلاد" جو بنالی گئی ہے۔ اس میں یہ سب کچھ کیا جاتا ہے بلکہ بڑے اہتمام سے کیا جاتا ہے حالانکہ یہ سارا انداز غیر اسلامی ہے جس کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ جس طرح اپنے اکابر کا "یومؒ" منانا ایک غیر اسلامی فعل ہے۔ اسی طرح زیرِ بحث "جشنِ میلاد" منانے کا انداز بھی از اول تا آخر غیر اسلامی ہے۔ بلکہ کفار کی نقالی اور ان کی مشابہت ہے۔ حالانکہ ہمیں کفار کی مشابہت اختیار کرنے سے روکا گیا ہے۔ اور یہاں تک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ (مشکوٰۃ ص۳۷۵۔ بحوالہ مسند احمد و سنن ابوداؤد) "جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، وہ انہی میں سے سمجھا جائے گا۔"

بہرحال جس اعتبار سے بھی دیکھا جائے "جشنِ میلاد" کی کوئی شرعی و دینی حیثیت سمجھ میں نہیں آئے گی۔ یہ محبّتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عنوان پر ایسا کھوکھلا مظاہرۂ عقیدت ہے جس کی تائید نہ قرآن سے ہوتی ہے نہ حدیث شریف سے، نہ صحابہ و تابعین کے کردار سے اور نہ ائمہ دین کے اقوال و افعال سے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی و حقیقی محبت عطا فرمائے اور بدعات سے محفوظ رکھے۔

درس حدیث

مولانا عزیز زبیدی، ایڈیٹر "تنظیم اہل حدیث"

ہر سوموار کو روزہ

یہ عید مناتے ہیں، حضور روزہ فرماتے ہیں

کہیئے: کون سچا؟

وَعَنْ اُمِّ سلمة رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر ما کان یصوم من الایام یَوْمُ السَّبْتِ وَیَوْمُ الاحد وکان یقول انهما یوم عید للمشرکین وانا ارید ان اُخالفهم (اخرجه النسائی وصححه ابن خزیمه) "حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام دنوں میں سے ہفتہ اور اتوار کے دن اکثر روزہ رکھا کرتے تھے۔ اس لئے کہ یہ دونوں دن مشرکین کی عید کے دن ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان مشرکین کی مخالفت کروں۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید ہوگی تو روزہ نہیں ہوگا۔ روزہ ہوگا تو عید نہیں ہوگی۔

اسی طرح اگر یہ اندیشہ ہو کہ کسی قوم یا جماعت کا روز عید مسلمانوں میں نہ گھس آئے تو چاہیئے کہ رہنمایان قوم اس دن روزہ رکھیں تاکہ روزہ رکھنے کا چلن عام ہو جائے۔ اور غیر مسلموں کی عید کو مسلمان اپنی عید نہ بنا بیٹھیں کیونکہ غیر مسلم اقوام کی عیدیں شرک و بدعات کا مظہر ہوتی ہیں یا خدا فراموش لہو و لعب کا شیطانی مرقع۔

اس کے علاوہ اسلام میں "عیدیں" بندوں کی صوابدید اور مرضی کے مطابق ایجاد نہیں ہوتیں بلکہ مُلْهَمْ مِنَ اللہ ہوتی ہیں۔ کیونکہ بندوں کی ایجاد کردہ عیدیں انبیاء علیہم السلام کی ہدایت اور تعلیمات کی آئینہ دار نہیں ہوتیں۔ ملت اسلامیہ کا کوئی ایسا اجتماع ممکن نہیں جو حق اور راستی اور مرضیات الٰہیہ کا مظہر نہ ہو۔

روزہ یا عید

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے یوم پیدائش کے سلسلے میں کوئی اسوۂ حسنہ چھوڑا ہے یا کہ نہیں، اگر چھوڑا ہے تو اس کی کیفیت کیا ہے۔ صحیح مسلم میں یہ روایت آئی ہے کہ سُئِلَ عَنْ صَوم الاثنین فقال فیه وُلِدْتُ وفیه انزل عَلَیَّ (مسلم) "کسی نے آپؐ سے پیر کے روزے کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی دن میری طرف قرآن نازل کیا گیا۔"

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم پیدائش یوم عید میلاد نہیں ورنہ آپؐ اس دن کا روزہ تجویز نہ فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور العمل ہے کہ کسی عید کا چلن روکنا مقصود ہوتا تو اس دن آپؐ روزہ رکھ کر مسلم معاشرے میں اس کے گھس آنے کے امکانات کا سدباب فرما لیتے تھے جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ذکر آچکا ہے چونکہ آپؐ کی پیدائش پیر کے دن ہوئی تھی۔ آپؐ نے اس مبارک تقریب کے لئے روزہ تجویز فرمایا کہ اب شتر بے مہار نہیں چلنا، ان کو دیکھ دیکھ کر چلنا ہے۔ پھر یہ روزہ ہفتہ وار ہر سوموار رکھا ہے۔ مگر عید میلاد منانے والوں کے لئے یہ عید مہنگی ہے۔ یہ بڑے لوگ ہیں جنہوں نے حضورؐ کے یوم پیدائش سے بھی روٹی کشید کی ہے۔ اگر کوئی پیدا ہو تو اس سے بھی روٹی پیدا کرتے ہیں یا لہو و لعب۔ اگر کوئی مرے تو

روٹی کشید فرماتے ہیں۔ اصلی کمیونسٹ یہ لوگ ہیں جنہوں نے زندگی کے ہر موڑ سے لہو ولعب اور روٹی کشید کی ہے۔

صحیح مسلم کی مندرجہ بالا روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یوم پیدائش کے دن روزہ تجویز فرما کر ملتِ اسلامیہ کو اشارۃً عید میلاد سے روک دیا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ غیر مسلم اقوام کا طرزِ عمل رہا ہے۔ کہ وہ اپنی قوم کی عظیم شخصیتوں کی سالگرہ منایا کرتی تھیں جس کو دوسرے لفظوں میں ان کی عید میلاد کہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ طرزِ عمل پسند نہ تھا اس لئے آپؐ نے ایسا عمل اُمت کے سامنے رکھا جس کے بعد وہ اس قسم کے تکلفات میں پڑ سکیں۔ یعنی غیروں کی سالگرہ کی نقالی کی تہمت سے اُمت بچی رہے۔ خدا نے اس کو دنیا کے لئے نمونہ بنایا ہے کہ لوگ اس کو دیکھ کر اپنے طرزِ حیات کے لئے سمتیں متعین کریں۔ اگر اس کے بجائے آپ ہی دنیا کے نمونوں میں کھو گئے تو دین نبیؐ کی اس سے بڑھ کر اور کوئی تضحیک نہیں ہوگی۔ مگر افسوس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی مدعی ایک جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فلسفہ سے اتفاق اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی کے علی الرغم "عید میلاد" کھڑی کر کے حضورؐ کی محبت اور عشق سے انصاف نہیں کیا۔ حضورؐ کی سنّت کا اتباع غائب ہے تو نعرۂ عشق فراڈ ہے۔

وقت اور دن کی تعیین

بطور عبادت کسی وقت یا کسی دن کو اپنے طور پر متعین کرنا شرعاً جائز نہیں کیونکہ یہ تشریع ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اس کا حق اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔ جمعہ ایک مبارک دن ہے سب کے نزدیک مسلّم ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص نوافل کے لئے اس کی رات کو اور نفلی روزہ کے لئے اس کے دن کو متعین کر لیتا ہے تو حضورؐ نے ان کو اس کی اجازت نہیں دی۔

اس طرح اگر کوئی شخص ساری عمر روزے رکھتا ہے تو اس کا کوئی روزہ بھی قبول نہیں۔

اگر اُمت میں سے کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سنت کے برعکس یوم روزہ کے بجائے عید میلاد متعین کر لیتا ہے تو اس کو اس کی اجازت کب ہو سکتی ہے۔؟

نمازمیں سورۃ اخلاص کی تکرار

سورہ اخلاص (قل ھو اللہ احد) کی فضیلت اتنی واضح ہے کہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ ایک ہی رکعت میں سورہ اخلاص کی تکرار کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ تو انہوں نے اسے پسند نہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ بدعات میں سے ایک بدعت ہے۔

انہ سئل عن قراۃ قل ھو اللہ احد مرارا فی الرکعۃ الواحدۃ فکرہ ذلک قال ھذا من الامور التی احدثوا (الاعتصام للشاطبی)

یہ اس سورہ کے بارے میں کہا جاتا ہے جو ایک مرتبہ پڑھی جائے تو اس کا ثواب قرآن کے برابر ملتا ہے چونکہ نماز میں اس کو بار بار پڑھنا منقول نہیں اس لئے امام مالک رحمہ اللہ نے اس کو بدعت سے تعبیر فرمایا۔ امام مالکؒ کے بارے میں آپ حضرات جانتے ہیں کہ یہ چار ائمہ دین میں سے ایک امام ہیں جو حضورؐ کے شہر مدینہ طیبہ میں رہتے تھے۔

ایک مسجد میں آپؐ نے کسی وقت نماز ادا کی

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر دیکھا کہ لوگ دوڑے جا رہے ہیں۔ پوچھا کہ یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔ عرض کی ایک مسجد میں جہاں حضورؐ نے نماز ادا کی تھی۔ یہ لوگ اس مسجد میں جا رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا پہلی اُمتیں بھی اسی طرح گمراہ ہوئی تھیں کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے نشانات ڈھونڈھا کرتی تھیں۔ پھر کہا کہ اتفاق سے جو مسجد سامنے آجائے (جس میں آپؐ نے نماز پڑھی ہو) تو آپ بھی اس میں نماز پڑھ لیا کریں۔ خصوصیت سے مسجد نبویؐ کے سوا اور کسی مسجد کا ارادہ نہ کر کے جائیں۔ احادیث میں صرف تین مساجد کا ذکر منقول ہے جن کی طرف سفر کر کے جانا جائز ہے۔

وعن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ المسجد الحرام ومسجدی ھذا والمسجد الاقصیٰ۔ متفق علیہ۔

"ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ سفر باندھ کر جانا صرف تین مساجد کے لئے جائز ہے۔ مسجد حرام، مسجد نبویؐ اور مسجد اقصیٰ"

یہ حدیث بخاری اور مسلم میں آئی ہے۔

الغرض ایک شئے فی الواقع متبرک ہونے کے باوجود اس کے بارے میں خصوصیت سے غیر مروی عمل ایجاد کرنا اسلام کو پسند نہیں ہے۔ گو حضور کا یوم پیدائش باعث رحمت اور برکت ہے۔ لیکن اس کے لئے خاص طرزِ عمل بھی ایجاد بندہ دین کی روح اور اسوۂ فاروقی کے بھی خلاف ہے۔ خاص کر جب آپ نے یوم پیدائش کے دن روزہ تجویز فرما کر یوم پیدائش کو "عید میلاد" منانے کا دروازہ بند بھی کر دیا ہے۔ اس کے باوجود اگر آپ کا "عید میلاد" پر اصرار جاری ہے تو آپ جانیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

عید میلاد منانا ھی ھے تو

اگر عید میلاد منانا ہی ہے تو

اس دن روزہ رکھتے کیوں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے یہی پسند فرمایا ہے (صحیح مسلم) اور یہ عید ہر ہفتے ہر سوموار مناتے۔ کیونکہ یہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی ہے۔ یا کم از کم اس موقع پر ہر اجتماع میں شرکاء اجلاس یہ اعلان کر سکتے کہ آج سے ہم فلاں گناہ سے توبہ کرتے ہیں اور فلاں نیکی پر کاربند رہنے کا عہد کرتے ہیں مثلاً ڈاڑھی منڈانے سے توبہ اور ڈاڑھی کا عہد۔ رشوت سے توبہ اور انصاف کا عہد، نماز روزے سے غفلت سے توبہ اور شب زندہ دار عابد بننے کا عہد وغیرہ وغیرہ۔ ایسا کرتے تو بات میں کچھ وزن ہوتا اور اس کے بعد توقع کی جا سکتی کہ اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو یہ مسلم معاشرہ صالح معاشرہ بن جائے اور ایک وقت ایسا آجائے کہ سب مسلمان کتاب و سنّت کے حامل نظر آنے لگیں۔ مگر ان سے تو یہ بھی نہ ہو سکا۔ انہوں نے دراصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم پیدائش کا شایانِ شان استقبال نہیں کیا بلکہ اسی مبارک دن کو لہو و لعب کا ہدف بنا کر اس کا استخفاف کیا ہے۔

دوستو! توبہ کرو! سنّت کے مطابق اس دن کا احترام کرو۔ اپنی نہ ہنگ اور نہ بے خدا لوگوں کی سالگرہ کا اس مبارک دن کو چربہ بناؤ۔ خدا سے ڈرو۔ الحذر۔ الحذر۔

احکام و مسائل

مولانا محمد عبید اللہ عفیف - صدر مدرس دار الحدیث چینیانوالی - لاہور

ضرورت کے تحت مسجد میں تبدیلی کا جواز

سوال آج سے دو سال پہلے ہم اہل حدیث افراد نے ایک مسجد کا فیصلہ اور تولیت بعوض بینتالیس ہزار روپے نقد وصول کر لیا تھا۔ اس وقت مسجد کا کنواں مسجد کی چار دیواری سے باہر تھا۔ انہوں نے مسجد کا قبضہ دیتے وقت اس کنویں کو مسجد میں شامل نہ کرنے کی شرط لگائی تھی جو کہ ہم نے قبول کر لی۔ اب مسجد کے ساتھ غسل خانہ بنانے کے لئے کوئی خالی جگہ میسر نہیں آ رہی۔ جب کہ مسجد کے ساتھ غسل خانے کا ہونا ازبس ضروری ہے کیا ہم اندریں صورت اس مجبوری کے پیش نظر مسجد کے صحن کے ایک کونے میں غسلخانہ نہانے کے لئے بنا سکتے ہیں کیا شریعت میں اس کی اجازت ہے بعض مفتی اس کو ناجائز بتاتے ہیں (سائل عبد المجید و عبد الغفور برباراں والا ڈیرا موضع بھکھی ضلع شیخوپورہ)

جواب بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ بلاشبہ مسجد اور اس کا صحن واجب الاحترام چیز ہے لیکن الضرورات تبیح المحذورات کے مسلمہ فقہی قاعدے اور ضابطے کے مطابق بشرطیکہ واقعی مجبوری ہو تو مسجد کے صحن کے ایک کونے میں نہانے کے لئے غسل خانہ بنایا جا سکتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ سورۃ الحج آیہ ۷۸ ۔ " اللہ تعالٰی نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی " اور دوسری جگہ سورۃ البقرہ میں فرمایا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ کہ " اللہ تعالٰی تمہارے بارے میں آسانی کا ارادہ فرماتا ہے تنگی کا نہیں " اور یہ بھی اللہ تعالٰی اور رسول کا حکم ہے کہ جہاں خاص حکم شرعی موجود نہ ہو وہاں عام شرعی حکم سے استدلال کرنا جائز ہوتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں اور خاص کر بخاری کے صفحہ ۱۰۹۳ ج ۲ میں موجود ہے۔ سُئِلَ رسول اللہ عن الحمر فقال مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ فيها الا هذه الاٰية الجامعة فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ الاٰية ۔ اور اس پر امام بخاری رحمہ اللہ نے باب یوں منعقد کیا ہے باب الاحکام التی تعرف بالدلائل الخ۔ اور نیز آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالٰی نے جن احکام کو ناجائز فرمانا تھا ناجائز فرمایا اور جن کو جائز فرمانا تھا جائز فرمایا اور جن حکموں سے خاموشی کی ہے تم ان کی مت کرید کرو یعنی وہ معاف ہیں جیسا کہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۴ پر حضرت ابو ثعلبہ خشنی سے مروی ہے۔

اور یہ اظہر من الشمس ہے کہ اللہ تعالٰی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں منع نہیں فرمایا کہ مسجد کے صحن کے ایک کونے میں مصالح مسجد کے لئے غسل خانہ نہ بناؤ۔ چنانچہ صحیح بخاری میں باب نوم المرأۃ فی المسجد صفحہ ۶۳ جلد ۱ میں حبشی عورت کے خیمہ کا مسجد نبوی میں قصہ موجود ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ و فی الحدیث اباحۃ المبیت والمقیل فی المسجد لمن لا مسکن له من المسلمین رجلا کان او امرأۃ عند الفتنۃ (فتح الباری شرح صحیح بخاری صفحہ ۴۴۶ ج ۱) " اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

جس مرد یا عورت کے پاس رات گزارنے کے لئے مکان نہ ہو تو وہ مسجد میں رات گزار سکتی ہے۔" اور اسی مجبوری کے تحت دینی طلبہ مساجد میں رات دن رہتے چلے آرہے ہیں حالانکہ ان کو احتلام بھی ہوتا ہے۔ مگر کوئی اس پر اعتراض نہیں کرتا۔

مزید سُنیئے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے۔ اما ابدال المسجد بغیرہ للمصلحۃ مع امکان الانتفاع بالاول ففیہ قولان فی مذہب احمد واختلف اصحابہ فی ذالک لکن الجواز اظہر فی نصوصہ وادلتہ (فتاویٰ اہل حدیث ص۳۴۹ ج ۱)

یعنی "مسجد کو کسی غیر مسجد میں کسی مصلحت کی بنا پر تبدیل کرنا جبکہ پہلی بنی ہوئی مسجد سے بھی انتفاع ممکن ہے اس میں امام احمد کے دو قول ہیں۔ اس بارے میں امام احمد کے اصحاب کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ مگر دلائل اور نصوص کی روشنی میں تبدیلی کا جواز واضح ہے"

کشف القناع عن متن الاقناع جلد ۲ ص۱۷۴ میں ہے واحتج الامام احمد بان ابن مسعودؓ قد حوّل المسجد الجامع من التمّارین ای بالکوفۃ۔ یعنی" امام احمدؒ نے تبدیل وقف پر اس بات سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کوفہ کی جامع مسجد کھجور کے تاجروں سے بدل دی یعنی دوسری جگہ لے گئے اور وہاں بازار بن گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے مسجد کا کچھ حصہ راستہ میں ملا کر اس کو فراخ کر دیا تھا (ملاحظہ ہو فتاویٰ ابن تیمیہ کذا فی فتاویٰ اہل الحدیث ص ۳۴۹ جلد ۱)

مغنی ابن قدامہ میں ہے۔ اذا جعل علو دارہٖ مسجدا دون سفلہا اوسفلہا دون علوہا صح (ص۱۹۶ ج ۶) کہ "اگر کوئی شخص اپنے گھر کے بالائی حصہ کو مسجد بنائے اور زیریں حصہ اپنے تصرّف میں رکھے یا زیریں حصہ کو مسجد بنائے اور بالائی میں خود آباد رہے تو ایسا کرنا جائز اور درست ہے۔"

احناف کی مستند ترین کتاب ھدایہ میں ہے۔ لو کان السرداب لمصالح المسجد، جاز کما فی مسجد بیت المقدس وروی الحسن عنہ انہ قال اذا جعل اسفل مسجدا وعلیٰ ظہرہٖ مسکن فہو مسجد (ہدایہ ص۶۲۴ جلد ۲ فصل فی وقف المسجد) اور فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے۔ بخلاف ما اذا کان السرداب او العلو موقوفا لمصالح المسجد فانہ یجوز اذ لاملك فیہ لاحد بل ہو من تتمیم مصالح المسجد (ص۴۴۵ جلد ۵۔ شامی ص۳۵۸ ج۴)

اس عبارت سے واضح ہے کہ مسجد کی مصلحت کے تحت مسجد کے کسی کونہ کو غیر مسجد کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔

احناف کی مشہور کتاب درمختار میں ہے کہ اگر وقف کنندہ مسجد کے اُوپر امام مسجد کا رہائشی مکان بنا دے تو جائز ہے کیونکہ وہ مسجد کی مصلحت اور مفاد کے لئے ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔ لو بنیٰ فوقہ بیتا للامام لا یضر لانہ من المصالح الخ۔ (درمختار مع ردّالمحتار ص۳۵۷ جلد ۴۔ مطلب فی احکام المساجد) علامہ شامی لکھتے ہیں۔ الا انہ یوخذ من التعلیل ان محل عدم کونہٖ مسجدا فیما اذا لم یکن وقفا علیٰ مصالح المسجد وبہٖ صرح فی الاسعاف فقال اذا کان السرداب اوالعلو لمصالح المسجد او کان وقفا علیہ صار مسجدا۔ شامی ص ۳۵۷۔ جلد ۵۔ ان تمام فقہی حوالہ جات سے واضح ہے کہ مسجد کی ضرورت اور منفعت کے لئے مسجد کے صحن میں غسل خانہ بنا لینا بلا شبہ جائز اور درست ہے۔ جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مسجد کی جگہ تاجروں کے لئے کھجوروں کی منڈی بنا دی تھی اور حضرت عمر فاروقؓ نے مسجد کے ایک کونے کو راستہ میں شامل کر دیا تھا تو پھر مسجد کے مفاد میں صحن مسجد کے ایک کونے میں غسل خانہ نمازیوں کی طہارت ونظافت کے لئے کیوں بنانا جائز نہ ہوگا۔ احناف نے تو مسجد کی چھت پر امام مسجد کے لئے رہائشی مکان بنانا جائز رکھا ہے۔ جیسا کہ ہدایہ۔ ردالمحتار شامی اور درمختار کی تصریحات

(باقی ص۱۹ پر)

تحریر: عبدالقدوس سلفی

مولانا نیازی کا فارمولا اتحاد بین المسلمین

مولانا عبدالستار خاں نیازی آئے دن مسلمانوں میں اتحاد کے فارمولے بتاتے رہتے ہیں۔ پہلے ان کی طرف سے چار نکاتی اتحادی فارمولا پیش ہوا جس کی بعض حلقوں کی طرف سے تحسین کی گئی۔ مگر بعض حلقوں نے خصوصاً اہل حدیث حلقوں نے اس فارمولے کو قطعاً مسترد کر دیا۔ کیونکہ اس میں اتحاد کی دعوت کے باوجود انتشار کو ہوا دینے کی کوشش فرمائی گئی تھی۔ تھوڑے دنوں بعد انہوں نے نوائے وقت میں کئی اقساط میں بظاہر اتحاد بین المسلمین اور حقیقتاً انتشار بین المسلمین پر مشتمل طویل مضمون شائع کیا۔ مگر وہ بھی پذیرائی سے محروم رہا۔ اب پھر نوائے وقت مجریہ ۱۴ نومبر ۱۹۸۴ء میں اتحاد بین المسلمین پر مختصر خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ اور اپنے نقادوں سے شکوہ فرمایا ہے کہ ان کے خلوص کا جواب خلوص سے نہیں دیا گیا۔

اتحاد بین المسلمین اور بریلویت

حیرت ہے کہ آج وہ لوگ اتحاد کے چیمپئن بننے کی کوشش کر رہے ہیں جن کی دعوت و مسلک کی بنیاد ہی انتشار و تفرقہ پر رکھی گئی ہے۔ دراصل ان لوگوں کے طرزِ عمل نے ایک خاص وقت جب کہ جہالت کا دور دورہ تھا انتشار پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کا خانقاہی نظام بھی خوب چلا۔ اہلِ توحید کی سرگرمیاں رنگ لائیں۔ لوگ تحقیق کے میدان میں اترے۔ پڑھی لکھی دنیا میں کتاب و سنت کی دعوت پھیلنے لگی اور وہ تکلیف دہ دور ختم ہوا جب مساجد میں کسی اہل حدیث کے نماز پڑھنے پر فرش کو دھو دیا جاتا تھا۔ ان بزرگوں نے اب اپنی سلامتی اسی میں سمجھی کہ اب ایسا عنوان اختیار کیا جائے اور ایسا فارمولا بنایا جائے کہ شرک و بدعات کا تحفظ بھی ہو اور دعوتِ توحید و سنت بھی مزید آگے نہ بڑھنے پائے۔ ماضی میں مسندِ ارشاد سے جو فتنے شائع ہوتے رہے۔ اور کافرگری کا جو کارخانہ بریلی میں نصب کیا گیا اس کی کارکردگی پر بھی پردہ ڈال دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات کتاب و سنت کو اتحاد کی بنیاد بنانا گوارا نہیں کرتے۔

بریلویت، شیعیت کے روپ میں

جس طرح شیعیت کی بنیاد مسلمانوں کے تفرقہ پر رکھی گئی اسی طرح بریلویت کی بنیاد اہل سنت میں تفرقے پر ہے۔ جس طرح اہلِ تشیع نے اسلام کی روح کو مسخ کیا اسی طرح بریلویت نے اہل سنت کی روح کو مسخ کر دیا۔ ہمارے بریلوی حضرات نے اہل تشیع کا پلیٹ فارم استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ مشترکہ مجالس عزا میں اہلِ سنت کے ہاتھوں سنت کی تنقیص ہو رہی ہے (نعوذ باللہ) نام نہاد سُنی بریلوی بھی وہاں شیعہ زبان میں گفتگو فرماتے ہیں۔ ہم بریلوی دوستوں سے ایک مخلصانہ درخواست کریں گے کہ وہ شیعہ حضرات سے شانِ صدیق اکبرؓ اور شانِ عائشہ صدیقہؓ پر تقاریر کروائیں اور اپنے جلسوں میں ان شخصیات کی سیرت پر انہیں مشترکہ مجالس کے انعقاد کی دعوت دیں۔ تاکہ شیعہ سُنی بھائی بھائی کی حقیقت آشکارا ہو سکے۔

بریلوی حضرات کی شیعہ حضرات کے ساتھ معاونت نہایت حیران کن ہے۔ جن لوگوں کے اصول و فروع یکسر اہل سنت سے متصادم ہیں۔ اُن سے اتفاق و اتحاد ہے اور جن لوگوں سے صرف فروعی اختلاف ہے انہیں اپنا حریف سمجھا جا رہا ہے۔ عجیب ملغوبہ ہے۔ سُنی شیعہ بھائی بھائی بھی بنتے ہیں۔ باہم اختلاف بھی ہے اور اہلِ توحید کے خلاف محاذ آرائی بھی — اور پھر بھی اتحاد کے نعرے لگاتے نہیں تھکتے۔

قرآن وحدیث میں "اتحاد" کا لفظ نہیں ہے

آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ قرآن وحدیث میں کہیں بھی مسلمانوں کو اس طرح متحد ہونے کا حکم نہیں دیا گیا جس طرح یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔ وہاں تو اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے اور اختلاف نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کا مقصود مسلمانوں کو ہم نظریہ، ہم مسلک اور ہم خیال بنانا ہے نہ کہ اپنے اپنے فرقہ وارانہ نظریات کو برقرار رکھتے ہوئے چوں چوں کا مربّہ تیار کرنا۔ قرآن نے اتّحدوا کہیں نہیں کہا بلکہ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہ کہا ہے۔

آج جب بھی اتحاد کی صدا لگتی ہے اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ ہر آدمی اپنا فرقہ بھی قائم رکھے اور متحد بھی ہو۔ ایسے اتحاد کی اللہ تعالٰی کو قطعاً ضرورت نہیں۔ اسلام تو اعتصام بحبل اللہ کی طرف مسلمانوں کی راہنمائی کرتا ہے۔ جب سب فرقے اپنے اپنے رستوں کو چھوڑ کر اللہ کی رسّی (قرآن وسنّت) کو مضبوطی سے تھام لیں گے، خود بخود اتحاد قائم ہو جائے گا۔

نیازی صاحب کے فارمولے کے مطابق فرقہ وارانہ رجحانات بھی برقرار رہیں اور اتحاد بھی ہو جائے۔ کس طرح ممکن ہے۔ نذرونیاز اور چڑھاوے بھی ہوں۔ مزارات اور قبّہ سازی کے بدعات اور ان پر غیر شرعی حرکات کا ارتکاب ہوتا رہے جن کا قرآن وسنّت سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور ان پر چپ سادھ لی جائے۔ سب سے پہلے آپ فراخدلی سے ان مسائل پر مذاکرہ فرمالیں۔ آپ مشترکہ مجالس عزا کا شوق تو فرما رہے ہیں۔ ادھر توحید وسنّت کے اجتماعات میں آپ اشتراک فرماکر دیکھیں۔ آپ اہل توحید کے ساتھ اپنے اختلافی اعتقادات پر گفتگو فرمالیں۔ انشاء اللہ آپ جیسے مخلص لوگ ضرور واعتصموا بحبل اللہ کی نعمت سے بہرہ ور ہوسکیں گے۔

نیازی صاحب کی مسلک اہل حدیث سے بے نیازی

نہ معلوم آپ لوگ اہل حدیث سے بدگمانی کیوں کرتے ہیں۔ یہ لوگ تو ہمیشہ فراخدل واقع ہوئے ہیں۔ ان میں جمود وتقلید اور تعصّب وتصلّب نام کی کوئی چیز نہیں۔ یہ لوگ اکثریت واقلیت کو معیار بناکر دلائل ونصوص کو کبھی قربان نہیں کرتے۔ یہ لوگ تو اس قدر سادہ وصاف دل ہیں کہ جس نے بھی انہیں اللہ اور اس کے رسول کے نام پر بُلایا ہے انہوں نے لبیک ہی کہی ہے اور پھر اس قدر اخلاص کا ثبوت دیا ہے کہ آج اکثر تحریکیں انہی کے بل بوتے پر چل رہی ہیں۔ ان لوگوں کو تو نہ اعزاز کی خواہش ہے اور نہ یہ لوگ سیاست و منافقت کی زبان جانتے ہیں۔ قال اللہ وقال الرسول کی صدا کو خوب پہچانتے ہیں اور اسی آواز پر دوڑے چلے جاتے ہیں۔ آپ ذرا آزما کر دیکھ لیجئے یہ لوگ آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھالیں گے۔ اور ادھر آپ ہیں کہ قال اللہ وقال الرسول کی صداؤں سے قال اصحابنا، عندنا، عندامامنا روی فلاں بن فلاں کی آوازیں ملاتے ہیں۔ اور اکثریت کے زعم میں ان مجاہدوں کو ڈرا رہے ہیں۔ یہ لوگ تو قلّت وکثرت سے بے نیاز ہیں۔ انہوں نے قرآن مجید کی یہ آیت بھی پڑھ رکھی ہے کہ کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ

فرقہ وارانہ کشیدگی کا ایک سبب

یہ بھی ہے کہ جب بھی کوئی صاحب اپنے مخالف کے مسلک پر اعتراض کرتا ہے اُسے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ میں جس چیز پر اعتراض کر رہا ہوں یہ اس مسلک میں ہے یا نہیں۔ ایک دوسرے کے مسلک کی ترجمانی اس قدر غلط انداز سے کی جاتی ہے کہ اپنے مخالف کا موقف سمجھے بغیر جواب کی بوچھاڑ کر دی جاتی ہے۔

مولانا نیازی کا مضمون "اتحاد بین المسلمین" نوائے وقت مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۸۴ء میں جو رونا رویا گیا ہے وہ صرف اسی بات کا ہے۔ شرک وبدعت کو سند جواز مہیا فرمادی جائے پھر سب خیر ہے۔ اور ثابت یہ کیا گیا ہے کہ دیوبندی اور اہلحدیث اپنے اپنے اسلاف کی تعلیمات کی روشنی میں بریلویت کے ہمنوا ہیں تو پھر آج یہ لوگ ہم (بریلویوں) سے کیوں جھگڑتے ہیں۔ زیادہ تر مولانا نیازی

نے اپنے مقلد بھائیوں (دیوبندیوں) کو ہی سامنے رکھا ہے اور ان کے قلم کی زد میں بدقسمتی سے جماعت اہل حدیث کے شیخ حضرت الشیخ الکل فی الکل مولانا السیّد نذیر حسین المحدّث الدہلوی رحمہ اللہ کا ایک فتویٰ بھی آگیا ہے۔ نیازی صاحب نے حضرت شیخ الکل کا فتویٰ اہل حدیث کے سامنے بطور دلیل پیش کیا ہے۔ مولانا نیازی کو یہ بات خوب معلوم ہونی چاہیئے کہ اہل حدیث کے نزدیک امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی بات حجت شرعی نہیں۔ یہ لوگ جب اقوال ائمہ کو اپنے لئے حجتِ شرعی نہیں بناتے تو شیخ الکل کی پھر کیا حیثیت ہوگی۔ یہ لوگ دلائل کی زبان سمجھتے ہیں ائمہ کا احترام اور شیوخ کی عزت بھی ان کی نگاہوں میں بدستور رہتی ہے لیکن عقیدت و احترام کی آڑ میں شریعت کو بدلنا گوارا نہیں کرتے۔

خیر یہ تو اصولی بات تھی اصل بات جو نیازی صاحب کی پیش ہے وہ یہ کہ انہوں نے جو بات حضرت شیخ الکل سے نقل فرما کر اہلحدیث کو سمجھانے کی کوشش کی ہے اہل حدیث اس کے قائل ہیں یعنی ایصالِ ثواب بذریعہ خیرات و صدقات حضرت الشیخ نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے یہی فتویٰ دیا ہے کہ مُردوں کو صدقہ و خیرات کا ثواب منتقل کیا جا سکتا ہے" نہ معلوم نیازی صاحب کو کس نے یہ بات بتائی ہے کہ" اہل حدیث" ایصالِ ثواب کے منکر ہیں۔ یہ اسی طرح کی ایک بڑ ہے جس طرح اکثر بریلوی مولوی منبرِ رسولؐ پر کھڑے ہو کر اور گلے پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں کہ وہابی گستاخِ رسول ہیں، درود و سلام کے منکر ہیں مگر یہ کبھی نہیں بتایا کہ گستاخی کے الفاظ کیا ہیں اور کونسے درود کے منکر ہیں۔

اہل حدیث نذر و نیاز لغیر اللہ کو شرک تصوّر کرتے ہیں۔ اور ایصالِ ثواب کے تمام مسنون طریقوں کے قائل ہیں۔ قرآن خوانی کے ذریعے مُردوں کے ایصالِ ثواب سے احتراز کرتے ہیں کیونکہ سنتِ رسولؐ سے اس کی کوئی دلیل نہیں۔ اسی لئے نیازی صاحب سے ہم کہتے ہیں آپ خواہ مخواہ اندھیرے میں تیر نہ چلایا کریں۔ یہ علمی مسائل ہیں۔ آپ عوام کو خواہ مخواہ مشتعل نہ کریں۔ بریلوی حضرات اکثر جذباتی فضا سے فائدہ اٹھانے کی کوشش فرماتے ہیں مگر سنجیدہ طبقہ ان کوششوں کی تحسین نہیں کرتا۔ اگر نیازی صاحب ایسے مسائل پر مذاکرات کا اہتمام فرمالیں تو بہت ہی اچھا ہو۔ ہو سکتا ہے اس قربت سے ہم ایک دوسرے کو سمجھ سکیں۔

بقیہ • احکام و مسائل

صحیح حوالہ کے ساتھ اوپر نقل کر دی گئی ہیں۔

مختصر یہ کہ کتاب و سنّت اور پھر کتب فقہ میں یہ کہیں نہیں آیا کہ مسجد کی بہتری اور مصلحت کے لئے بامرِ مجبوری صحن مسجد کے ایک کونے میں غسل خانہ بنانا جائز نہیں۔ ہاں اگر صحن مسجد کے علاوہ مسجد سے ملحق کوئی اور جگہ ہو جہاں غسل خانہ بنایا جا سکتا ہو تو اس صورت میں مسجد کے صحن کے کسی کونے میں نہانے کے لئے غسل خانہ بنانا جائز نہ ہوگا۔ ورنہ بشرطِ مجبوری غسل خانہ بنا لینا بلا شبہ جائز ہے جیسا کہ ماہرینِ شریعت پر یہ کوئی مخفی بات نہیں۔ جو لوگ اس سے منع کرتے ہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

بقیہ: درسِ منتخباتِ قرآن

کرے تو اسے چاہیئے کہ جب بات کرے سچ بولے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ادا کرے اور جس کا ہمسایہ بنے تو بطریقِ احسن حق ہمسائیگی ادا کرے (بیہقی)

اس سے معلوم ہوا کہ محبتِ رسول تعلیماتِ نبوی کو اپنانا اور اسوۂ رسول کو اختیار کرنا ہے۔ اگر یہ نہیں تو محبت رسولؐ کے نام پر جلسے جلوس، چراغاں اور یوم وغیرہ منانا اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دینِ اسلام کی صحیح صحیح سمجھ اور پھر اس پر عمل کرنے کی توفیق سے نوازے۔

تبصرۂ کتب

علیم ناصری

امیر المومنین معاویہؓ (حصہ اوّل)

مؤلف : مولانا حکیم عبدالرحمٰن خلیق (بدوملہی)
ضخامت : درمیانہ سائز ۱۹۲ صفحات قیمت ۱۸ روپے
ناشر : دارالکتب رحمانیہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ

مولانا عبدالرحمٰن خلیق کوئی غیر معروف اہل قلم نہیں ہیں۔ ان کے بے شمار مضامین جرائد و رسائل کے اَن گنت صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اور گزشتہ دنوں ان کی کتاب "الجماعۃ" اہل علم و خبر سے خراجِ تحسین وصول کر چکی ہے۔ اب متذکرہ صدر کتاب شائع ہو کر منظرِ عام پر آئی ہے جس کا بولتا ہوا عنوان قاری کی توجہ اپنی طرف کھینچ لینے کو کافی ہے۔ اس موضوع پر بات کرنا اور وہ بھی پوری طرح ناپ تول کر اور دلائل و براہین کو معتبر کتب کے حوالوں سے مزین کر کے پیش کرنا کارے دارد والا معاملہ ہے۔ تاریخی شخصیتوں پر کچھ لکھنا اور سیر و سوانح کا حق ادا کرنا خود ایک دیدہ ریزی اور خاراشکنی کا کام ہے۔ چہ جائیکہ حضرت امیر معاویہؓ جیسی شخصیت پر قلم اٹھایا جائے۔ جن کے لئے غیر تو غیر خود اپنوں کے دلوں میں شک و ریب کے دبیز پردے ہوں اور بدگمانی و کج فکری کا غبار آنکھوں پر چھایا ہوا ہو۔

بایں ہمہ مولانا خلیق نے اس موضوع کے خارزاروں کو صاف کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے اور بڑی تحقیق و تفحص کے بعد حضرت معاویہؓ کی شخصیت کو نکھارنے کا عزم کیا ہے جس میں وہ خاصے کامیاب ہیں۔ البتہ بعض مقامات پر استدلال میں قدرے غلو پیدا ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ جس سے قاری کو حبِّ معاویہ اور بغضِ علیؓ کی جھلک کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ مگر مولانا خلیق اس سے نہایت خوبصورتی سے پہلو بچا کر نکل گئے ہیں۔

مجموعی طور پر یہ ایک جاندار تاریخی جائزہ ہے اور حضرت معاویہؓ کی سیرت کا درخشاں مرقع ہے جو دیدہ زیب کتابت و طباعت اور عمدہ گیٹ اپ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ جس کے مندرجات کو مولانا خلیق کے اندازِ بیان نے نہایت دلفریب اور نظر فروز بنا دیا ہے اور صورت یہ ہے کہ ؎

وہ لکھیں اور پڑھا کرے کوئی

یہ تیرے پُراسرار بندے

مؤلف : طالب ہاشمی
ضخامت : درمیانہ سائز ۳۴۰ صفحات قیمت ۴۰ روپے
ناشر : ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ۔ لاہور

جناب طالب ہاشمی سیرت و سوانح میں اب ایک اتھارٹی بن چکے ہیں۔ تاریخ اسلام کے تاریک تر گوشے بھی ان کے چشمِ خوردبین پر روشن ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تاریخ اسلامی کی دیگر بلند و بالا شخصیتوں پر ہاشمی صاحب کے قلم سے بہت سی کتابیں منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ جن کی فہرست بھی خاصی طویل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے اندازِ تحریر میں دلکشی اور سادگی کا یہ عالم ہے کہ قاری کہیں تھکن یا اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔

زیرِ نظر کتاب میں ہاشمی صاحب نے بعض صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعین رحمہم اللہ اور دیگر مشاہیرِ امت کا تذکرہ نہایت محبت اور محنت سے تحریر کیا ہے جو ان کی روایتی قلمکاری کا مظہر ہے۔ طالب ہاشمی صاحب کی واقعہ نگاری کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ کسی شخصیت کی سیرت و سوانح بیان کرتے ہوئے تاریخ اسلام کے متعلقہ واقعات اس عمدگی سے پیش کرتے ہیں کہ تاریخ کا وہ رُخ تصویر بن کر سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔ اس کتاب میں بھی یہ خوبی بدرجہ اتم موجود ہے۔

ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز نے اس کتاب کی اشاعت سے بڑا معرکہ آراء کارنامہ انجام دیا ہے۔ عمدہ کاغذ، بہترین کتابت اور دلکش طلائی جلد کے ساتھ "اللہ کے پُراسرار بندوں"

کا یہ ضخیم تذکرہ اس ادارے کی دینی اور دنیاوی حسنات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مصنّف اور ناشر دونوں کو جزائے خیر دے اور ثقلین کی منفعتوں سے نوازے۔

علمی جائزہ

(قادیانی، لاہوری مرزائی دائرۂ اسلام سے خارج کیوں ہیں؟)
مصنف: مولانا فضل الرحمٰن بن محمد
ضخامت: درمیانہ سائز چالیس صفحات قیمت ۳.۰۰ روپے سینکڑہ
ناشر: دارالدعوۃ السلفیہ، شیش محل روڈ۔ لاہور (برائے تقسیم)

پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کو کافر قرار دیا تھا۔ اور قادیانیت کی تبلیغی اشاعت پر کچھ پابندیاں بھی عائد کی تھیں مگر بوجوہ ان پر کوئی عملی قدغن نہ لگائی جا سکی تھی جس کے باعث ان کی کارگزاریاں نہ صرف ملّتِ اسلامیہ کے لئے بلکہ ملتِ پاکستان اور ملک کی سلامتی کے لئے بھی ایک خطرہ بنتی چلی گئیں۔ ملک میں ان کی شرارتوں کا سلسلہ دراز تر ہونے لگا، تو ملّتِ پاکستان میں ایک اضطراب کی کیفیت پیدا ہوتی چلی گئی۔ اس پر حکومت نے بھی انگڑائی لی اور آخر صدرِ مملکت نے اس "انگریزی نبوت" کے قلعہ کو مسمار کرنے کے لئے ایک آرڈی نینس نافذ کیا جس کی رو سے قادیانیوں پر زبردست قدغن لگا دی کہ وہ نہ اپنی عبادت گاہ کو مسجد اور نہ مسلمانوں کی طرح اذان دے سکتے ہیں۔ نیز خانوادۂ مرزا کے کسی فرد کو نہ اہلِ بیت اور نہ مستورات کو امّ المؤمنین اور صحابیات وغیرہ کے لقب سے پکار سکتے ہیں۔ خلاف ورزی کرنے والے کو تین سال قید اور جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

ملتِ اسلامیہ پاکستان کی اکثریت نے اس حکم کو بہترین فیصلہ قرار دیا مگر بعض طبائع اس پر خوش نہیں تھیں۔ ان کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے یہ کتابچہ تحریر کیا ہے جس میں واضح کیا گیا ہے کہ قادیانیت ایک الگ مذہب ہے۔ اور اس کا اسلام سے کچھ واسطہ نہیں۔ اگرچہ وہ لوگ اپنی طرف سے لاکھ اسلامی عقائد و اعمال کے حامل ہوں۔ اصل اسلام ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسالت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیین ماننے میں ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن تعلیمی قابلیت اور معیار کے لحاظ سے ڈبل ایم اے (عربی اور اسلامیات) ہیں اور جدید و قدیم علوم میں دسترس رکھتے ہیں۔ ان کی علمی اہلیت اور دینی بصیرت کا یہ مقام ہے کہ انہیں شیخ القرآن والحدیث مولانا محمد عطاء اللہ حنیف مدظلہ العالی کی جانشینی کا شرف حاصل ہے اور وہ اہل حدیث کی مرکزی جامع مسجد مبارک (اسلامیہ کالج) میں خطابت کے عہدے پر فائز ہیں۔

ان کا تحریر کردہ یہ کتابچہ نہایت واضح اور عام فہم دلائل پر مبنی ہے جس کو ہر مسلمان کے ہاتھوں تک پہنچنا چاہیئے۔ مولانا کا اندازِ بیان بہت سلجھا ہوا اور فکر و نظر کے اعتبار سے نہایت عالمانہ ہے جس کو پڑھ کر خود بخود بہت سے شکوک رفع ہو جاتے ہیں۔ صاحبِ تحریر اور ادارہ دارالدعوۃ السلفیہ اس کی اشاعت پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔

آخر میں یہ گذارش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کتابچے کے حاشیوں میں صحاح ستہ کی کتب کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ ان کے سامنے صفحہ نمبر لکھنا کافی نہیں ہے کیوں کہ ان کی طباعتیں مختلف ہوتی ہیں اس لئے باب یا کتاب کا بھی حوالہ ہونا چاہیئے۔ امید ہے اگلے ایڈیشن میں اس کا اہتمام کیا جائے گا۔

ضروری اعلان

احباب کی اطلاع کے لئے بار بار اعلان کیا جا رہا ہے کہ الاعتصام کی محدود ضخامت کے پیشِ نظر تبلیغی روداریں اور ہو چکنے والے جلسوں کی رپورٹیں شائع نہیں کی جا سکتیں اس کے باوجود اکثر رپورٹیں موصول ہوتی ہیں جن کے شائع نہ ہونے کے باعث احباب کو ملال ہوتا ہے۔ ہم اس سلسلے میں معذرت چاہتے ہوئے پھر گذارش کرتے ہیں کہ رپورٹیں ارسال نہ کی جائیں البتہ ان میں پاس کی جانے والی قراردادیں روانہ فرمائی جائیں جن کی اشاعت ضرور کی جائے گی۔ نیز جلسوں کے انعقاد کے اعلان مقررہ تاریخ سے کم و بیش دس روز پہلے دفتر میں پہنچ جانے چاہئیں۔ پرچہ مکمل ہو چلنے پر تعمیلِ حکم مشکل ہو جاتی ہے (ادارہ)

اطلاعات و اعلانات

وفیات

۱ - ۹ نومبر جامع اہل حدیث تلوکر میں جمعۃ المبارک کے خطبہ کے بعد الشیخ فتح محمد فتحی رحمۃ اللہ علیہ (مکہ مکرمہ) کی غائبانہ نماز جنازہ آپ کے گہرے اور نابینے دوست حافظ خوشی محمد آف بھال نے پڑھائی اور ان کی جماعتی خدمات کو سراہا گیا۔ آئندہ جمعرات مولوی دوست محمد سابق خطیب چکوال، حافظ خوشی محمد اور مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث تلوکر کے مدرس شیخ مرحوم آبائی گاؤں بھر پور ضلع جہلم گئے جہاں آپ کے احباب کے ساتھ تعزیت کی (ملک محمد حیات بھچر مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث موضع تلوکر تحصیل و ضلع خوشاب)

۲ - بندہ کا چھوٹا نوجوان بھائی محمد حنیف رضائے الٰہی سے انتقال کر گیا ہے قارئین اس کی مغفرت کی دعا فرمائیں انا للہ وانا الیہ راجعون محمد یونس شاکر بن غلام محمد چک نمبر ۵۵ کوٹ رادھا کشن ضلع قصور۔

۳ - جمعیت اہل حدیث کراچی کے رکن شیخ حاجی محمد عتیق صاحب پریس والے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم نے قرآن مجید کی طباعت میں بھرپور دلچسپی لی، اور اپنے ادارہ شفیق پریس کے ذریعے تبلیغ دین میں نمایاں کردار ادا کیا اکل حلال کے پابند تھے جو ہم سب کے لیے قابل تقلید نمونہ ہے ہم سب رب العزت کی بارگاہ میں دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو مغفرت سے نواز کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جناب شیخ محمد آفاق صاحب و برادران کو اپنے والد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ محمد اسمٰعیل آنریری جنرل سیکرٹری جمعیت اہل حدیث کراچی۔

۴ - مولانا محمد حسین صاحب طور شیخ الحدیث مدرسہ خادم القرآن والحدیث بنات و بنین جھوک دادو طور و مدرسہ عینو آنہ مورخہ ۲۱-۱۱-۸۴ کو چند روز علیل رہنے کے بعد وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی خدمات عرصہ دراز تک یاد رکھی جائیں گی تمام احباب کو مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے (عبدالعزیز فیصل آبادی جھوک دادو طور چک ۴۴۲ گ ب براستہ تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد)

۵ - مولانا محمد اجمل صاحب خطیب مرکزی جامع اہل حدیث منڈی مریدکے۔ کے والد مکرم ماسٹر نظام الدین صاحب وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین سے مرحوم کی مغفرت کی دعا کے لئے درخواست ہے (ملک محمد امین اظہر ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ شبان اہل حدیث محلہ دار السلام فاروق آباد ضلع شیخوپورہ)

تبلیغی جلسے اور کانفرنسیں

۱ :۔ تنظیم المسلمین پاکستان کے زیر اہتمام یک روزہ سیرت النبیؐ کانفرنس بارہ ربیع الاول بمطابق ۶ دسمبر ۸۴ء بروز جمعرات صبح نو بجے تا ایک بجے دوپہر جناح ہال لاہور میں حاجی شیخ عبدالرحمان کی زیر صدارت منعقد ہوگی۔ کانفرنس سے علامہ احسان الٰہی ظہیر۔ مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی۔ قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی اور حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری خطاب فرمائیں گے۔ اور شاعر توحید سید امین گیلانی نظم پیش کریں گے (الشیخ محمد نعیم (بادشاہ) جنرل سیکرٹری تنظیم المسلمین پاکستان۔ مصری شاہ۔ لاہور)

۲ :۔ ۱۰ - دسمبر ۸۴ء بروز سوموار بعد نماز عشاء جامع مسجد توحید اہل حدیث محلہ جمیل آباد نزد جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں تبلیغی جلسہ ہوگا۔ حافظ عبداللہ صاحب شیخوپوری اور دیگر علماء کرام کا خطاب ہوگا۔ (شعبہ نشر و اشاعت انجمن شبان اہلحدیث جمیل آباد فیصل آباد)

۳ :۔ ۱۴ دسمبر ۸۴ء کو دار الحدیث جامعہ ابراہیمیہ منڈی کنگن پور میں جمعۃ المبارک کا خطبہ امیر مرکزیہ مولانا معین الدین لکھوی پڑھائیں گے۔ ناظم اعلیٰ مرکزیہ الحاج میاں فضل حق اور پروفیسر عبدالحکیم ساجد ایم۔ اے کا خطاب ہوگا۔ اسی دن بعد نماز عشاء عظیم الشان تبلیغی کانفرنس منعقد ہوگی جس میں مناظر اسلام مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی۔ مولانا محی الدین لکھوی۔ مولانا حافظ محمد یحییٰ میر محمدی۔ مولانا محمد منشاء حامد آف گوجرانوالہ مولانا حاجی عبدالرشید اصغر و دیگر مقررین خطاب کریں گے۔ (رحمت اللہ طور مدرس دار الحدیث جامعہ ابراہیمیہ کنگن پور ضلع قصور)

۴:۔ قاری شاہ محمد ربانی صاحب ۱۲ دسمبر ۸۴ء کو مسجد اہل حدیث سفید ڈھیری پشاور میں خطاب اور ۱۴ دسمبر کو جامع مسجد اہل حدیث صدر پشاور میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں گے (حاجی ثناء اللہ و حاجی عبدالرشید پشاور)

۵۔ ادارہ مبلغین (اہلحدیث) ضلع قصور کا دسمبر کا تبلیغی پروگرام

۱۰ دسمبر۔ پیر مسجد ربانی دیپالپور (علامہ راشد الاثری۔ حافظ محمد اصغر راشد، قصوری)

۱۳ دسمبر۔ جمعرات۔ ڈاہر ضلع اوکاڑہ۔ مولانا نذیر احمد۔ مولانا عطاء اللہ۔ مولانا محمد سخی

(شعبہ نشر و اشاعت ادارہ مبلغین اہل حدیث ضلع قصور)

تبلیغی لٹریچر

۱۔ ہماری طرف سے مندرجہ ذیل تازہ لٹریچر زیر تقسیم ہے۔

عظیم انقلابی کتاب: التوحید، از علامہ احمد بن حجر آف قطر

عید میلاد النبیؐ کی شرعی حیثیت، فتویٰ مفتی اعظم سعودی عرب

نماز مترجم مع ادعیہ مسنونہ، از سید داؤد غزنوی رح

اسلام اور قبروں کے عرس، از مولانا محمد عطاء اللہ حنیف

آداب قبور، از مولانا محمد جوناگڑھی مرحوم

پیارے نبی کی پیاری دعائیں، از مولانا محمد عطاء اللہ حنیف

ایک خوبصورت بڑے سائز کا اشتہار بابت عید میلاد النبیؐ

داڑھی کا مسئلہ از مولانا محمد یوسف لودھیانوی

مبلغ آٹھ روپے یا اتنی رقم کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مکمل سیٹ حاصل کریں۔ نوٹ:۔ غریب حضرات پانچ روپے کے ٹکٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں (محمد یٰسین راہی ناظم ادارہ تبلیغ جمعیت اہل حدیث جام پور ضلع راجن پور)

۲۔ ہماری ماہوار تبلیغی اشاعت ۱ بعنوان "درۃ اللسان علی المجران" (دنیا میں بولی جانے والی ہر زبان کو ایک چیلنج) بنام صدر پاکستان کے نام کھلا خط۔

اشاعت ۱۱: بعنوان "مسلمان اور عید میلاد" تالیف

شیخ الاسلام ابوالوفا مولانا ثناء اللہ امرتسری، دو روپے نقد یا دو روپے کے چالیس پیسے والے پانچ ٹکٹ بھیج کر دونوں کتابیں حاصل کریں۔ (ملک عبدالصبور ناظم ادارہ عالم اسلامی دعوۃ السلفیہ پرانی غلہ منڈی بوہڑ گیٹ ملتان شہر۔ فون ۲۲۲۳۲ ۷)

انتخاب جمعیت اہلحدیث کراچی برائے ۸۵-۱۹۸۴ء

صدر اعلیٰ۔ جناب شیخ سمیع الرحمٰن صاحب گھڑی والے۔

نائب صدر اول۔ جناب شیخ محمد احمد صاحب چھابڑے۔

نائب صدر دوم و مہتمم مدرسہ۔ جناب محمد بن اسماعیل صاحب سپارہ

آنریری جنرل سیکرٹری۔ جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب چاندنہ

آنریری جوائنٹ سیکرٹری: جناب شیخ محمد احمد کامل صاحب دوائی والے

آنریری خازن۔ جناب شیخ ممتاز الدین صاحب نمرے والے

(محمد اسماعیل چاندنہ آنریری جنرل سیکرٹری)

طلباء کے لیے المسلم ڈائری

المسلم ڈائری ۱۹۸۵ء دینی و دنیوی معلومات کا خزانہ انشاء اللہ وسط دسمبر ۱۹۸۴ء تک شائع ہو جائے گی عام قیمت چالیس روپے مگر طلباء کے لیے صرف پندرہ روپے۔ پانچ طلباء آج ہی قیمت ارسال کر دیں تو خرچہ ڈاک بھی معاف (قاری شاہ محمد ربانی المسلم ڈائری سبحانی اکیڈمی اردو بازار لاہور)

جامعہ کے لیے سفیروں کی ضرورت

جامعہ ہذا کی سفارت کے لئے محنتی سلفی العقیدہ سفیروں کی ضرورت ہے خواہشمند جلد رابطہ قائم کریں ملک محمد یعین اظہر۔ ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ شبان اہلحدیث محلہ دار السلام فاروق آباد ضلع شیخوپورہ)

خط لکھتے وقت

خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں

PHONE 54406 WEEKLY **AL-AITISAM** LAHORE R.L.No 5523

2-12-84

طابع، چوہدری عبدالباقی نسیم ● مطبع، ادمنی پرنٹرز۔ لاہور ● ناشر، محمد عطاء اللہ حنیف ● مقام اشاعت شیش محل روڈ۔ لاہور